مسیحی خاندان

The Christian Family

بے شک خدا ہی خاندانوں کے بارے تصور رکھتا تھا۔ یہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیں بصیرت عطا کر سکتا ہے کہ خاندانی نظام کیا ہے اور ہمیں تباہ حال اور آزمائش والے خاندان سے بچا سکتا ہے۔ تاہم خدا نے ہمیں خاندان کے ڈھانچہ کے متعلق اور ہر شخص کی انفرادی ذمہ داری کے بارے اصول دیئے ہیں۔ جب بائبل کی ہدایت پر عمل کیا جاتا ہے تو خاندان خدا کی تمام برکات سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ جب وہ اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو نتیجۃً تباہی و بربادی اور دل آزاری ہوتی ہے۔

شوہر اور بیوی کا کردار

The Role of Husband and Wife

خدا نے مسیحی خاندان کو خاص بناوٹ دی ہے۔ یہ حد بندی خاندان کی استحکامیت کیلئے ہے، شیطان خدا کی ترتیب کردہ بناوٹ کو خراب کرنا چاہتا ہے۔

اوّل، خدا نے شوہر کو خاندان کا سربراہ ہونے کیلئے مخصوص کیا ہے۔ یہ شوہر کو اپنی بیوی اور بچوں پر خود غرضانہ اختیار نہیں دیتا۔ خدا نے شوہر کو محبت، تحفظ، ضروریات پوری کرنے اور راہنمائی کرنے کیلئے سربراہ بنایا ہے۔ خدا کا ارادہ تھا کہ بیویاں اپنے شوہروں کے تابع ہوں۔ ''اے بیویو! اپنے شوہروں کے ایسی تابع رہو جیسے خداوند کی۔ کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے جیسے کہ مسیح کلیسیاء کا سر ہے اور وہ خود بدن کا بچانے والا ہے۔ لیکن جیسے کلیسیاء مسیح کے تابع ہے ویسے ہی بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کے تابع ہوں''۔ (افسیوں ۵:۲۲۔۲۴)

شوہر روحانی طور پر بیوی کا سر نہیں ہے صرف یسوع ہی ہے۔ یسوع کلیسیاء کا سر ہے اور مسیحی بیوی بھی کلیسیاء کا حصہ ہے جیسا کہ اس کا شوہر ہے۔ خاندان میں شوہر اپنی بیوی اور بچوں کا سر ہے اور انہیں اسے خدا کی طرف سے دیئے گئے اختیار کو ماننا چاہیے۔ کس حد تک بیوی اپنے شوہر کی تابعداری کرے؟ اسے ہر چیز میں اس کی تابعداری کرنی چاہیے، جیسا کہ پولوس کہتا ہے۔ اسے صرف اس صورت میں چھوٹ ہوگی اگر اس کا شوہر چاہے کہ وہ خدا کے کلام کی نافرمانی کرے یا اس کے ضمیر کے برخلاف کوئی کام کرے۔ بے شک کوئی بھی مسیحی شوہر کبھی نہیں چاہے گا کہ اس کی بیوی خدا کے کلام کی نافرمانی کرے یا وہ اس کے ضمیر کے خلاف کام کرے۔ شوہر بیوی کا خداوند نہیں ہے صرف یسوع ہی یہ مقام رکھتا ہے۔ اگر اسے چُننا پڑے کہ وہ کس کی تابعداری کرے تو وہ یسوع ہی کا انتخاب کرے گی۔

شوہروں کو یاد رکھنا چاہیے کہ خدا ہر وقت شوہروں کے حق میں نہیں ہوتا۔ خدا نے ابراہام کو کہا کہ جو تیری بیوی سارہ کہتی ہے وہی

کر (پیدائش ۲۱: ۱۰۔۱۲)۔ بائبل بیان کرتی ہے کہ ابیجیل نے اپنے احمق شوہر کی نافرمانی کی اور تباہ کن واقعہ کو ٹال دیا۔ (۱۔سموائیل ۲۵: ۲۔۳۸)

شوہروں کیلئے خدا کا کلام

God`s Word to Husbands

خدا شوہروں سے کہتا ہے: ''اے شوہرو! اپنی بیویوں سے محبت رکھو جیسے مسیح نے بھی کلیسیاء سے محبت کر کے اپنے آپ کو اس کے واسطے موت کے حوالہ کر دیا۔ اسی طرح شوہروں کو لازم ہے کہ اپنی بیویوں سے اپنے بدن کی مانند محبت رکھیں۔ جو اپنی بیوی سے محبت رکھتا ہے وہ اپنے آپ سے محبت رکھتا ہے۔ کیونکہ کبھی کسی نے اپنے جسم سے دشمنی نہیں کی بلکہ اسکو پالتا اور پرورش کرتا ہے جیسے کہ مسیح کلیسیاء کو۔ اس لیے کہ ہم اس کے بدن کے عضو ہیں۔ بہرحال تم میں سے بھی ہر ایک اپنی بیوی سے اپنی مانند محبت رکھے اور بیوی اس بات کا خیال رکھے کہ اپنے شوہر سے ڈرتی رہے''۔ (افسیوں ۵: ۲۵، ۲۸۔۳۰، ۳۳)

شوہروں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنی بیویوں سے محبت کریں جیسا کہ مسیح نے کلیسیاء سے محبت کی۔ یہ چھوٹی ذمہ داری نہیں! کوئی بھی بیوی اپنے آپ کو ایسے شوہر کے تابع کرے گی جو کہ مسیح کی طرح اس سے محبت کرتا ہے۔ جس نے اپنی زندگی اس کے لیے قربان کر دی۔ جس طرح مسیح نے اپنے بدن یعنی کلیسیاء سے محبت کی، اسی طرح شوہر کو بھی اس عورت سے محبت کرنی چاہیے جو ''ایک بدن ہیں'' (افسیوں ۵: ۳۱)۔ اگر مسیحی شوہر اپنی بیوی سے محبت کرتا ہے تو وہ اس کا خیال رکھتا ہے، اس کی ضروریات پوری کرتا ہے، اس کی عزت کرتا ہے، مدد کرتا ہے، حوصلہ افزائی کرتا ہے اور اس کے ساتھ وقت گزارتا ہے۔ اگر وہ ایسا کرنے میں ناکام ہے تو وہ خطرہ میں ہے کیونکہ وہ اپنی دعاؤں کا جواب نہیں حاصل کر سکتا۔ ''اے شوہرو! تم بھی بیویوں کے ساتھ عقلمندی سے بسر کرو اور عورت کو نازک ظرف جان کر اس کی عزت کرو اور یوں سمجھو کہ ہم دونوں زندگی کی نعمت کے وارث ہیں تا کہ تمہاری دعائیں رک نہ جائیں''۔ (۱۔پطرس ۳: ۷)

کوئی بھی شادی ایسی نہیں جس میں اختلاف یا جھگڑا نہ ہو۔ لیکن اپنے اندر روح کے پھلوں کے تحت میاں بیوی صلح صفائی کے ساتھ رہ کر برکات کا تجربہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ناگزیر صورتحال جو کہ ہر شادی میں پیدا ہوتی ہے، ہر شریک حیات مسیحی کی مانند بننے سے دماغی پختگی حاصل کر سکتا ہے۔

میاں اور بیوی کی ذمہ داریوں کے بارے مزید مطالعہ کیلئے مندرجہ ذیل حوالہ جات پڑھیں:

پیدائش ۲: ۱۵۔۲۵، امثال ۱۹: ۱۳، ۲۱۔۹، ۱۹، ۲۷: ۱۵۔۱۶؛ ۳۱: ۱۰۔۳۱، ۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۳؛ ۱۳: ۱۔۸، کلیسوں ۳: ۱۸۔۱۹، ۱۔تیمتھیس ۵، کلیسوں ۳: ۴۔۵، ططس ۲: ۳۔۵، ۱۔پطرس ۳: ۱۔۷۔

شادی اور جنسی ملاپ

Sex in Marriage

خدا ہی ہے، جس نے جنسی اعضا بنائے ہیں اور واضح رہے کہ اس نے انہیں اس لیے تخلیق کیا ہے کہ میاں بیوی اس سے مسرور ہوسکیں اور افزائش کر سکیں۔ تاہم بائبل بیان کرتی ہے کہ صرف وہی لوگ اس سے مسرور ہو جو کہ شادی کے بندھن میں باندھے گئے ہیں۔

شادی کے بندھن سے باہر جنسی ملاپ کرنے کو حرامکاری اور زنا کاری کہا جاتا ہے۔ پولوس رسول بیان کرتا ہے کہ ایسے فعل کرنے والے آسمان کی بادشاہی میں داخل نہیں ہونگے (۱۔کرنتھیوں ۶:۹۔۱۱)۔ ہوسکتا ہے کہ ایک مسیحی ایسی آزمائش میں آئے اور اس سے یہ فعل سرزد ہو جائے لیکن اس کا ضمیر اسے ملامت کرے گا اور وہ توبہ کرے گا۔ اور اسے توبہ کرنی چاہیے!

پولوس نے میاں بیوی کے اس تعلق کے بارے میں کہا ہے:

''لیکن حرامکاری کے اندیشہ سے ہر مرد اپنی بیوی اور ہر عورت اپنا شوہر رکھے۔ شوہر بیوی کا حق ادا کرے اور ویسا ہی بیوی شوہر کا۔ بیوی اپنے بدن کی مختار نہیں بلکہ شوہر ہے۔ اسی طرح شوہر اپنے بدن کا مختار نہیں بلکہ بیوی ہے۔ تم ایک دوسرے سے جدا نہ رہو مگر تھوڑی مدت تک آپس کی رضامندی سے تا کہ دعا کے واسطے فرصت ملے اور پھر اکٹھے ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ غلبہ نفس کے سبب سے شیطان تم کو آزمائے''۔ (۱۔کرنتھیوں ۷:۲۔۵)

ان آیات سے واضح ہے کہ جنسی ملاپ کو اعزاز کے طور پر کیا جائے کیونکہ یہ نہ تو شوہر کے اختیار میں ہے اور نہ ہی بیوی کے۔ مزید برآں یہ خدا کی دی ہوئی نعمت ہے، یہ ناپاکی یا گناہ نہیں جب تک کہ یہ شادی کے بندھن تک محدود ہے۔ پولوس نے شادی شدہ جوڑوں کو اکٹھا رہنے کو کہا ہے۔

امثال میں شوہروں کیلئے مزید نصیحتیں

Christian Husbands in the Book of Proverbs

''تیرا سوتا مبارک ہو اور تو اپنی جوانی کی بیوی کے ساتھ شادمان رہ۔ پیاری ہرنی اور دلفریب غزال کی مانند اس کی چھاتیاں تجھے ہر وقت آسودہ کریں اور اس کی محبت تجھے ہمیشہ فریفتہ رکھے''۔ (امثال ۵:۱۸۔۱۹)

مسیحی جوڑوں کو باہمی طور پر اس تعلق سے مطمئن ہونا چاہیے، انہیں سمجھنا چاہیے کہ مرد اور عورت کی جنسی فطرت میں بہت فرق ہے۔ اگر موازنہ کیا جائے تو مرد کی جنسی فطرت جسمانی جبکہ عورت کی جنسی فطرت جذبات سے متعلقہ ہے۔ مرد دیکھنے سے ہی جنسی طور پر خوش ہو جاتا ہے (متی ۵:۲۸)، جبکہ عورت تعلق یا چھونے سے تسکین حاصل کرتی ہے (۱۔کرنتھیوں ۷:۱)۔ مرد جنسی طور پر اس عورت کو دیکھ کر متوجہ ہوتے ہیں جو انہیں اچھی دکھتی ہے جبکہ عورت جنسی طور پر اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے جو کہ جسمانی پُرکشش کے علاوہ اور

بہت سی خصوصیات کو سہرائے۔ دانا خواتین ہر وقت اپنے شوہر کو خوش کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ دانا شوہر بھی اپنی بیوی سے محبت کا اظہار کر کے، رحم اور عمدہ سوچ کا اظہار کرتے ہیں۔

آدمی میں جنسی خواہش کا میلان مادہ تولید کی کثرت کی بدولت ہوتا ہے جبکہ عورت کی جنسی خواہش کی اکثریت یا کمی کی وجہ ایام حیض پر منحصر ہے۔ مرد میں خوبی ہے کہ وہ جنسی تسکین اور جنسی عروج چند لمحوں میں پالیتا ہے جبکہ عورت کو اس کی نسبت زیادہ وقت درکار ہے۔ مرد جماع کیلئے جسمانی طور پر جلدی تیار ہو جاتا ہے جبکہ عورت جسمانی طور پر آدھا گھنٹہ لے سکتی ہے۔ اس لیے دانا شوہر خاص طور پر اپنی بیوی کے ساتھ حکمت سے پیش آتے ہیں تا کہ وہ بھی جماع کیلئے تیار ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ بیوی کی رضامندی شامل ہو۔ شوہر کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اس کی بیوی بھی تسکین حاصل کرے۔

مسیحی جوڑوں کیلئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو جنسی طور پر اچھی طرح سے سمجھیں۔ مہینوں اور سالوں کے تفاعل سے وہ ایک دوسرے کو اچھی طرح سے سمجھ جائیں گے اور ان کا جنسی تعلق بابرکت ہوتا چلا جائے گا۔

مسیحی خاندان کے بچے

Children of Christian Family

بچوں کو والدین کی تابعداری اور اطاعت سکھائی جانی چاہیے اور اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو پھر وعدہ کردہ برکات اور عمر کی درازی کا وعدہ پورا ہوگا۔ ''اے فرزندو! خداوند میں اپنے ماں باپ کے فرمانبردار رہو کیونکہ یہ واجب ہے۔ اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر (یہ پہلا حکم ہے جسکے ساتھ وعدہ بھی ہے) تا کہ تیرا بھلا ہو اور تیری عمر زمین پر دراز ہو'' (افسیوں ۶:۱-۳)

مسیحی والد کو خاندان کے سربراہ کے طور پر پہلی ذمہ داری دی گئی ہے کہ وہ بچوں کی تربیت کرے۔ ''اے اولاد والو! تم اپنے فرزندوں کو غصہ نہ دلاؤ بلکہ خداوند کی طرف سے تربیت اور نصیحت دے دے کر ان کی پرورش کرو'' (افسیوں ۶:۴)

نوٹ کریں کہ والد کی دوہری ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو تنبیہ کرے اور خدا کی ہدایات سکھائے۔ آئیں پہلے ہم بچوں کو تنبیہ کرنے کے متعلق غور کرتے ہیں۔

بچوں کو تنبیہ

Child Discipline

جس بچے کی تنبیہ نہ کی جائے وہ صاحب اختیار کے خلاف سرکش ہوگا اور خود غرض ہوگا۔ جب بچہ اپنے والدین کے بتائے ہوئے اصولوں کی نافرمانی کرتا ہے تو اسے اسی وقت تنبیہ کرنی چاہیے۔ بچوں کو غلطی کرنے پر یا بچگانہ غیر ذمہ دارانہ رویہ پر سزا نہیں دینی چاہیے۔ تاہم انہیں غلطی کرنے پر اور غیر ذمہ دارانہ رویہ برتنے پر تنبیہ کی جائے تا کہ وہ بالغ زندگی کیلئے اپنے آپ کو تیار کر سکیں۔

جوان بچوں کو زبان سے تنبیہ کرنی چاہیے جیسا کہ کلام خدا ہدایات دیتا ہے۔نوزائیدہ بچے کو تھپڑ نہیں مارنا چاہیے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ بچے اپنی اپنی راہ اپنائیں۔درحقیقت پیدائش ہی سے انہیں یہ تسلیم کروانا چاہیے کہ والدین سربراہ ہیں۔انہیں اوائل عمری میں سکھانا چاہیے کہ لفظ ''نہیں'' کا مطلب ہے کہ جو وہ کر رہے ہیں اسے ترک کردے یا جو کرنا چاہتے ہیں اسے نہ کریں۔اگر وہ اس لفظ کو نہیں سمجھتے یا نافرمانی کرتے ہیں تو ان کے کولہوں پر ہلکا سا تھپڑ مارنا چاہیے۔اگر ہر دفعہ نافرمانی کرنے پر ان کے ساتھ ایسا کیا جائے تو بچے اوائل عمری میں ہی تابعداری سیکھ سکتے ہیں۔

والدین بچوں کے غیر مناسب رویئے کو نظر انداز کر کے اپنا اختیار قائم کر سکتے ہیں،جیسا کہ بچوں کے رونے پر جلدی سے انہیں وہ چیز دے دینا جو وہ چاہتے ہیں۔ایسا کرنے سے بچوں کو سکھایا جا سکتا ہے کہ وہ صرف جائز بات کیلئے روئیں۔اگر والدین بچے کے رونے پر اور چیزیں پھینکنے پر اس کی بات مان لیتے ہیں تو وہ بچے کے غلط رویئے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔دانا والدین بچے کے اچھے برتاؤ کے بدلہ میں اسے کچھ دیتے ہیں۔

تھپڑ بچے کو جسمانی طور پر نقصان پہنچانے کیلئے نہیں مارنا چاہیے بلکہ اس لیے کہ بچہ وقتی طور پر درد محسوس کرے اور تھوڑی دیر کیلئے روئے۔اس سے بچہ جانے گا کہ نافرمانی کرنے سے مار پڑے گی۔بائبل تصدیق کرتی ہے:

''جو اپنی چھڑی کو باز رکھتا ہے اپنے بیٹے سے کینہ رکھتا ہے۔پر وہ جو اس سے محبت رکھتا ہے بروقت اس کو تنبیہ کرتا ہے .....حماقت لڑکے کے دل سے وابستہ ہے لیکن تربیت کی چھڑی اس کو اس سے دور کردے گی.....لڑکے سے تادیب کو دریغ نہ کر اگر تو اسے چھڑی سے مارے گا تو وہ مرنہ جائیگا۔تو اسے چھڑی سے مارے گا اور اس کی جان کو پاتال سے بچائیگا .....چھڑی اور تنبیہ حکمت بخشتی ہے لیکن جو لڑکا بے تربیت چھوڑ دیا جاتا ہے اپنی ماں کو رسوا کرے گا''۔ (امثال ۱۳:۲۴؛۲۲:۱۵؛۲۳:۱۳۔۱۴؛۲۹:۱۵)۔

جب والدین بچوں پر قانون لاگو کرتے ہیں تو پھر انہیں دھمکانے کی ضرورت نہیں کہ ان کے بچے تابعداری کریں۔بچہ واقعہ نافرمانی کرے تو اسے تھپڑ ماریں۔اگر والدین صرف بچے کو دھمکی ہی دیں تو بچے پھر دوبارہ نافرمانی کرینگے۔تو پھر بچے تابعداری کے بارے نہیں سوچیں گے جب تک کہ اس کے والدین کا صبر کا پیمانہ لبریزہ نہ ہو جائے۔بچے کو مارنے کے بعد اسے گلے لگایا جائے اور اسے والدین کی محبت کا یقین دلایا جائے۔

بچے کی تربیت کرنا

Train Up a Child

مسیحی والدین کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ان کی ذمہ داری ہے کہ بچے کی تربیت کریں جیسا کہ امثال ۶:۲۲ میں ہے کہ ''لڑکے کی اس راہ میں تربیت کر جس پر اسے جانا ہے وہ بوڑھا ہو کر بھی اس سے نہیں مڑیگا''۔

تربیت سے مراد نافرمانی کرنے پر سزا دینا ہی نہیں بلکہ تابعداری کرنے پر انعام دینا بھی ہے۔بچوں کو ان کے اچھے رویہ پر مسلسل سراہنے سے اچھی عادات ان کی خصوصیات میں شامل ہوتی ہیں۔بچوں کو یقین دہانی کروانی چاہیے کہ ان کے والدین

ان سے پیار کرتے ہیں، انہیں سراہتے ہیں اور قبول کرتے ہیں۔ والدین تعریف کر کے، چوم کر، گلے لگا کر اور ان کے ساتھ وقت گزار کر ان سے محبت کا اظہار کر سکتے ہیں۔

تربیت سے مراد ''تابعداری کروانا'' ہے۔ مسیحی والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو حق انتخاب نہ دیں کہ وہ گرجہ جائیں گے یا نہیں یا ہر روز دعا کرینگے۔ بچے اس بات کے ذمہ دار نہیں کہ ان کے لیے کیا اچھا ہے، اسی لیے خدا نے انہیں والدین عطا کیے ہیں۔ وہ والدین جو اپنے بچوں کی تربیت پر قوت خرچ کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ان کے بچے صحیح تربیت حاصل کریں، خدا کا وعدہ ہے کہ ان کے بچے بوڑھے ہونے پر بھی صحیح راہ سے نہیں پھریں گے جیسا کہ امثال ۲۲:۶ میں بیان ہے۔

بچوں کو عمر کے ساتھ ذمہ داریاں دی جانی چاہئیں۔ والدین کا مقصد ہے کہ بالغ عمر تک آہستہ آہستہ ان کی ذمہ داری بڑھائیں تا کہ وہ بڑے ہو کر ان سے عہدہ برا ہو سکیں۔ جیسے ہی بچہ بڑا ہوتا ہے اسے اچھے بُرے میں آزادی دی جائے کہ وہ اپنے فیصلے خود کرے۔ جبکہ نوجوان کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ اپنے فیصلے کے نتائج کے ذمہ دار وہ خود ہونگے۔ ان کے والدین ہر دفعہ مشکل میں سے انہیں نہیں نکالیں گے۔

والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہدایت کریں

Parents` Responsibility to Instruct

جیسا کہ ہم نے افسیوں ۴:۶ میں پڑھا کہ والد کی ذمہ داری تنبیہ کرنا ہی نہیں ہے بلکہ خداوند کی طرف سے تربیت دینا بھی۔ یہ کلیسیاء کی ذمہ داری نہیں کہ وہ بچے کو بائبل سے اخلاقیات سکھائیں یا مسیحی کردار یا تعلیم دیں یہ والدین کی ذمہ داری ہے۔ وہ والدین جو کہ سنڈے سکول ٹیچر پر ہی ساری ذمہ داری ڈالتے ہیں وہ بہت بڑی غلطی کر رہے ہیں۔ خدا نے اسرائیلیوں کو حکم دیا: ''اور یہ باتیں جن کا حکم آج میں تمہیں دیتا ہوں تیرے دل پر نقش رہیں۔ اور تو ان کو اپنی اولاد کے ذہن نشین کرنا اور گھر بیٹھے اور راہ چلتے اور لیٹتے اور اٹھتے وقت ان کا ذکر کیا کرنا''۔ (استثنا ۶:۶۔۷)

مسیحی والدین کو ابتدا ہی سے بچوں کو خدا کے بارے بتانا چاہیے کہ وہ کون ہے اور ان سے کس قدر پیار کرتا ہے۔ انہیں اپنے بچوں کو یسوع کی پیدائش، زندگی، موت اور جی اٹھنے کے بارے بتانا چاہیے۔ بہت سارے بچے پانچ یا چھ سال کی عمر میں انجیل کے پیغام کو سمجھ لیتے ہیں اور وہ خدا کی خدمت کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد (چھ یا سات سال کی عمر میں) وہ روح القدس کا بپتسمہ لیتے ہیں جس کی نبوت وہ غیر زبانوں میں دعا کرتے ہیں۔ بے شک کوئی آہنی اصول نہیں اپنایا جا سکتا ہے کیونکہ ہر بچے کی فطرت مختلف ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ مسیحی والدین کو اپنے بچے کی روحانی تربیت کو اولیت دینی چاہیے۔

اپنے بچوں کو پیار کرنے کے دس اصول

Ten Rules for Loving Your Childern

1۔ اپنے بچوں کو اشتعال نہ دلائیں (افسیوں ۴:۶):

بچوں سے یہ توقع نہ کریں کہ وہ بڑوں کی طرح کا برتاؤ کریں۔ اگر آپ ان سے زیادہ کی توقع کریں گے تو وہ آپ کو خوش کرنا چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ وہ جانیں گے کہ یہ ناممکن ہے۔

2۔ اپنے بچوں کا دوسروں سے موازنہ نہ کریں:

انہیں بتائیں کہ آپ ان کی خداداد خصوصیات کو کس قدر سراہتے ہیں۔

3۔ انہیں ذمہ داری دیں:

انہیں گھر سے متعلقہ ذمہ داریاں دیں تا کہ وہ اپنے آپ کو خاندان کا اہم فرد سمجھیں کام کی تکمیل عزت نفس میں اضافہ کرتی ہے

4۔ اپنے بچوں کے ساتھ وقت گزاریں:

تا کہ وہ جانیں کہ وہ آپ کے لیے اہمیت کے حامل ہیں۔ مادی اشیاء آپ کا نعم البدل نہیں ہے۔ بچے ان کا اثر لیتے ہیں جس کے ساتھ وہ زیادہ وقت گزارتے ہیں۔

5۔ اگر آپ نے کوئی منفی بات بھی کرنا ہے تو اسے مثبت طریقے سے کریں:

جب بھی میرے بچوں نے میری نافرمانی کی تو میں نے انہیں کبھی ''بُرا'' نہیں کہا۔ میں اپنے بیٹے سے کہوں گا کہ ''تم اچھے لڑکے ہو اور اچھے بچے ایسا نہیں کرتے، جو تم نے کیا تھا''۔ (پھر میں اسے تھپڑ رسید کرونگا)

6۔ آپ تسلیم کریں کہ لفظ ''نہیں'' کا مطلب ہے کہ ''میں تمہارا خیال کرتا ہوں'':

جب بچے اپنی اپنی راہ لے لیتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ آپ ان کی پرواہ نہیں کرتے اس لیے آپ انہیں منع نہیں کریں گے۔

7۔ آپ بچوں سے تقلید کی امید رکھیں:

بچے اپنے والدین کی مثالوں سے سیکھتے ہیں۔ دانا والدین بچوں کو یہ کبھی نہیں کہیں گے ''جو میں کہتا ہوں وہ کرو نہ کہ جو میں کرتا ہوں''۔

8۔ اپنے بچوں کو مصیبت سے آزاد نہ کریں:

صرف ٹھوکر لگنے والے پتھر اُن کے راستے سے ہٹائیں، پیش قدمی والے پتھر رہنے دیں۔

9۔ اپنے سارے دل سے خدا کی عبادت کریں:

میں نے جائزہ لیا ہے کہ وہ بچے جن کے والدین نیم گرم مسیحی ہیں وہ بالغ عمر میں پہنچ کر شاید ہی خدا کی عبادت کرتے ہوں۔ غیر نجات یافتہ والدین کے بچے اور واقف شدہ مسیحی والدین کے بچے بالغ عمر میں خدا کی عبادت کرتے ہیں۔

10۔ اپنے بچوں کو خدا کا کلام سکھائیں:

عموماً والدین بچوں کی دنیاوی تعلیم پر بے حد توجہ دیتے ہیں لیکن سب سے اہم تعلیم یعنی بائبل کی تعلیم پر توجہ نہیں دیتے ہیں۔

خدمت، شادی اور خاندان کی ترجیحات

مسیحی راہنماؤں کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ خدمت کی مصروفیات کے پیش نظر اپنی شادی اور خاندان کو نظر انداز کرتے ہیں۔ وہ اس کی صفائی اس طرح سے پیش کرتے ہیں کہ وہ خدا کے کام کیلئے قربانی دے رہے ہیں۔ ان کو اپنی اس غلطی کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب شاگرد بنانے والی خدمت انہیں اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ خدا سے اُنس اپنے بچوں اور بیوی سے پیار کرنے سے منعکس ہوتا ہے۔ خادم اس وقت تک خدا سے وقف ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنی بیوی سے پیار نہ کرے جیسا کہ یسوع نے کلیسیاء سے کیا یا اپنے بچوں کے ساتھ اس طور سے وقت نہ گزارے جس طرح سے گزارنا چاہیے تا کہ انہیں خدا کی تابعداری سکھائیں۔

خدمت کی وجہ سے بیوی بچوں کو نظر انداز کرنے سے مراد ہے کہ وہ خدمت جسم کے مطابق کی جارہی ہے یعنی اپنی جسمانی قوت کے بل بوتے پر۔ بہت سے خادم جو کہ اپنے آپ پر بھاری بوجھ ڈالے ہوئے ہیں اس بات کی علامت ہے کہ انہوں نے کلیسیاء کے پروگراموں کے باعث اپنے آپ کو تھکا لیا ہے۔

یسوع نے وعدہ کیا ہے کہ اس کا بوجھ ہلکا اور جوا ملائم ہے (متی ۱۱: ۳۰)۔ اس نے کسی خادم کو اس لیے نہیں بلایا کہ وہ دنیا کے سامنے خدا سے دینی عقیدت دکھائے یا اپنے بچوں کے پیسوں سے کلیسیاء کیلئے محبت دکھائے۔ درحقیقت بزرگ کیلئے یہ تقاضا ہے کہ وہ اپنے گھر کے معاملات خوش اسلوبی سے چلاتا ہو (۱۔ تیمتھیس ۳: ۴)۔ اس کا خاندانی تعلق اسکی خدمت کیلئے امتحان ہے۔

وہ خادم جو زیادہ تر سفر میں رہتے ہیں انہیں چاہیے کہ جب وہ گھر میں ہوں تو اپنے خاندان کے ساتھ اضافی وقت گزاریں۔ مسیح کے بدن کے ساتھیوں کو چاہیے کہ وہ بھی کلیسیاء کے انتظامات کی ذمہ داری لیں۔ شاگرد بنانے والا خادم اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اس کے اپنے بچے اس کے پہلے شاگرد ہیں۔ اگر وہ اس مقصد میں ناکام ہے تو اسے کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ گھر سے باہر شاگرد بنائے۔